اِنَّ الْبِدْعَةَ تَهْدِیْ اِلَی الْمَعْصِیَةِ

تحریر: محمد یونس جنجوعہ

بدعت عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا لغوی معنی نئی اور انوکھی چیز ہے۔ دین اسلام کی اصطلاح میں ہروہ کام بدعت کہلاتا ہے جو بظاہر کتنا ہی اچھا دکھائی دیتا ہو مگر نہ تو اس کا وجود عہدِ رسالت مآب ﷺ میں اور نہ ہی خلافت راشدہ میں ملتا ہو بلکہ وہ سراسر بعد کی ایجاد ہو۔ اور اگرچہ اس کو دین کا حصہ نہ سمجھا جائے مگر اس پر عمل اس اہتمام و لزوم کے ساتھ کیا جائے کہ اس کے ترک کرنے کو برا سمجھا جائے۔

دین اسلام میں بدعت انتہائی قابل نفرت چیز ہے۔ اور وہ اس لئے کہ اللہ نے امت محمد ﷺ کے لئے اسلام بحیثیت دین پسند کیا ہے۔ اور اس دین کو مکمل بھی کر دیا ہے۔ گویا دین اسلام جس سادگی کے ساتھ رسول پاک ﷺ نے امت کے سپرد کیا وہ سادگی اس میں قائم رہنا چاہئے۔ اس طرح دین خالص رہے گا اور افراد امت کے لئے اس پر عمل میں آسانی رہے گی اور یہی آسانی مطلوب و مقصود ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات سے تقریباً تین ماہ قبل حجۃ الوداع کے موقعہ پر سورۃ المائدہ کی وہ مشہور آیت نازل ہوئی جس میں تکمیل دین اور اتمام نعمت کا اعلان کر کے بدعت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط

ترجمہ: "آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔"

ایک اور جگہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ دین اسلام کے سوا جو کوئی دوسرا دین اختیار کرے وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا:

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ (سورۂ آل عمران: ۸۵)

ترجمہ: "اور جو شخص اس دین اسلام کے علاوہ کوئی دین اختیار کرنا چاہے تو وہ ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں ایسا شخص ناکام و نامراد رہے گا۔"

بس خدا کا پسندیدہ دین اسلام ہے جو انسانوں کے پاس مکمل حالت میں محفوظ ہے۔ پس بدعت کتنی بھی خوش نما ہو وہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتی کیونکہ اس طرح دین اسلام میں نقص ماننا پڑے گا جسے بدعت نے دور کیا' اور یہ محال ہے۔ اس لئے کہ دین کی تکمیل ہو چکی اور اب دین میں کسی طرح کی زیادتی بھی برداشت نہیں کی جاسکتی۔

دین نام ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا اور بس۔ اللہ کی کتاب اپنی اصلی حالت میں ہمارے پاس موجود ہے اور اسوۂ حسنہ مستند ترین ذرائع سے ہمارے پاس پہنچ چکا ہے اور یہی مکمل اور کامل دین ہے۔ جو کچھ خالق کائنات کی پسندیدہ چیزیں ہیں ان کا ذکر قرآن پاک میں آگیا اور نبی اکرم ﷺ نے ان پر عمل کرکے دکھادیا۔ آپ کے اس عملی نمونہ کی تصدیق بھی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کردی کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب)

ترجمہ: "بیشک رسول اللہ (ﷺ) کی زندگی میں تمہارے لئے اچھا نمونہ موجود ہے۔"

پس اب آپ ہی کا عمل اصل دین ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹو:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ (سورۃ النساء ۵۹:)

ترجمہ: "پس اگر کسی معاملے میں تمہارے درمیان نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔"

گویا دین کے معاملے میں اللہ کے رسول ﷺ کا فیصلہ حرفِ آخر کا درجہ رکھتا ہے جس کے سامنے سرِ تسلیم خم کردینا ہی اسلام ہے۔ چہ جائیکہ کسی بات کے بارے میں یہ کہا جائے کہ فلاں صاحب ایسا کرتے ہیں یا فلاں نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب جو بھی فلاں ہے اسے اللہ کے رسول ﷺ کی بات ہی ماننا ہوگی۔ اسی میں نجات اور فلاح ہے۔

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ○ (النساء: ۱۳۔۱۴)

ترجمہ: "جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان باغات میں داخل ہو گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہے گا۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص نافرمانی کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اس کی حدوں سے تجاوز کرے وہ اس کو داخل کرے گا آگ میں جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔"

اوامر پر عمل اور نواہی کے ترک پر ہی بس نہیں بلکہ حدود دین سے تجاوز کرنے سے بھی روک دیا ہے۔ اور یہی بدعات ہیں۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ دین میں اچھے کام جو بعد میں شروع ہوں وہ تو بدعت نہیں کہلاتے۔ حالانکہ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ بدعات کہتے ہی ان امور کو ہیں جو اچھے سمجھ کر دین میں داخل کیے جائیں اور بدعت کی تعریف کا یہ پہلو خود قرآن میں واضح و مبرہن کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ الحدید' آیت ۲۷:

"وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا"

ترجمہ: "اور انہوں نے رہبانیت کی بدعت صرف رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر اختیار کی تھی۔ ہم نے وہ ان پر فرض نہیں کی تھی۔ پھر وہ اس کی رعایت کا حق ادا نہ کر سکے۔"

پس معلوم ہوا کہ بدعت دین میں اس اضافی کام کو کہتے ہیں جسے رضائے الٰہی یعنی ثواب کی امید پر کیا جائے۔ مگر اس خوش نما کام کی انجام دہی کا طریقہ لوگوں کا خود ساختہ ہوتا ہے لہٰذا نتائج کے اعتبار سے وہ کام ناقص ٹھہرتا ہے' اس لئے کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے انداز و کوائف ہی مبرا عن الخطا ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی شخص کا فعل خطا سے معصوم نہیں ہے۔

امام نووی' امام بخاری اور امام مسلم کے حوالے سے اربعین میں حضرت عائشہؓ کی روایت اس طرح نقل کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم: "مَنْ أَحدَثَ فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمارے اس امر یعنی دین میں نئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں' تو وہ بات مردود ہے یعنی ناقابل قبول ہے۔"

امام مسلمؒ کی ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھو رد"

ترجمہ: "جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ کام مردود ہے یعنی ناقابل قبول۔"

پس اب دین میں کسی قسم کے اضافے کی گنجائش نہیں۔ صرف آپ ﷺ کے طریقے کی پیروی ہی میں نجات ہے۔ مشکوۃ شریف میں امام مسلمؒ کی صحیح سے حدیث درج ہے:

"عن جابر ؓ "قال قال رسولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و سلم: اما بعد' فانّ خیرَ الحدیث کتابُ اللّٰہ و خیر الھدیِ ھدیُ محمدٍ و شر الامور محدثاتھا و کلّ بدعۃٍ ضلالۃ"

یہ حدیث آپ کے ایک خطبہ کا حصہ ہے جس میں اور باتوں کے علاوہ آپ نے فرمایا:

"بے شک سب سے بہتر بات خدا کی کتاب ہے۔ اور سب سے بہتر راستہ محمد (ﷺ) کا راستہ ہے اور بدترین چیزیں وہ ہیں جو دین میں نئی نکالی گئی ہوں۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

صحیحین میں ایک حدیث کے مطابق حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ تین آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا حال دریافت کریں۔ جب ان لوگوں کو آپ کی عبادت کا حال بتلایا گیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی عبادت کو کم خیال کرکے آپس میں کہا رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہم کیا چیز ہیں۔ خدا نے تو ان کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کردئے (یہ سن کر ان میں سے) ایک نے کہا: میں اب ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: اور میں دن کو ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اور کبھی افطار نہ کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہ کروں گا۔ پس اسی دوران رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے آئے اور ان سے فرمایا: کیا تم نے ایسا ایسا کہا ہے؟ تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ اس کا تقویٰ اختیار کرتا ہوں۔ بایں ہمہ روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں' (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں سوتا بھی ہوں۔ اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ (یہی میرا طریقہ ہے) پس جو شخص میرے طریقے سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔ اس حدیث مبارک سے صاف ظاہر ہے کہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہی پسندیدہ ہے' یہاں تک کہ

عبادات میں بر بنائے تقویٰ بھی غلو جائز نہیں، کیونکہ اس دین پر عمل کا تقاضا صرف صحت مندوں، دولت مندوں یا کسی خاص قسم کے لوگوں سے ہی نہیں ہے بلکہ بوڑھوں، جوانوں، کمزوروں، مفلسوں اور ثروت مندوں سب ہی نے اس پر عمل کرنا ہے۔ اس لئے رسول پاک ﷺ کا عمل جو امت کے افراد کے لئے بہترین نمونہ ہے متوسط اور معتدل مقدار میں ہے۔ لہٰذا عبادات بھی ایسی مقدار میں پسندیدہ ہیں جو حضور ﷺ نے اختیار کی۔

بدعات کی ترویج سے اسلام کے حسین و جمیل چہرے پر داغ پڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بدعات کو رواج دینے والوں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> مجھ سے پہلے کسی قوم میں کوئی نبی خدا نے ایسا نہیں بھیجا جس کے مددگار اور دوست اسی قوم میں سے نہ ہوں۔ جو اس کے طریقہ کے پیرو ہوتے اور اس کے احکام کی پوری اطاعت کرتے پھر ان کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے جن کو ناخلف کہا جاتا۔ یہ لوگ ایسی بات کہتے جس کو خود نہ کرتے اور وہ کام کرتے جن کا ان کو حکم نہیں ملا تھا۔ پس جو شخص (تم میں سے) ان لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے، اور جو ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے، جو ان سے اپنے دل سے جہاد کرے وہ مومن ہے۔ اور اس کے بعد (یعنی جو یہ بھی نہ کر سکے اس میں) تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔"

گویا اہل ایمان کا فرض ہے کہ بدعات پر کڑی نظر رکھیں۔ اور مسلم معاشرے میں ان کا وجود برداشت نہ کریں، تاکہ اسلام وہی اسلام رہے جو ہمیں رسول پاک ﷺ سے ملا ہے۔ یہاں بدعات کو رواج دینے والوں کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے۔ اول تو بدعت کو فوراً ہی پہچان لینا چاہئے اور اگر بالفرض کوئی شخص بدعت اختیار کرتا ہے تو دوسروں کے ٹوکنے سے اسے باز آجانا چاہئے کیونکہ بدعت چھوڑنے سے اس کے اسلام میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ البتہ بدعت پر گامزن رہنے سے ایمان اور اسلام کا نقصان ضرور ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہؓ ایک طویل حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

> "تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا پس وہ اختلاف کثیر دیکھے گا۔ ایسی حالت میں تم پر لازم ہے کہ میرے طریقے اور ہدایت یافتہ خلفاء کے طریقے کو

مضبوط پکڑو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہو۔
اور بچو تم دین میں نئی باتوں کے پیدا کرنے سے 'اس لئے ہر نئی بات بدعت ہے اور
ہر بدعت گمراہی ہے۔" (مشکوۃ بحوالہ احمد' ابو داؤد)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے خلفائے راشدین بھی معتمد علیہم ہیں۔ آپ ﷺ کی تربیت نے انہیں اس مقام پر پہنچایا کہ جہاں آپ ﷺ نے اپنی امت کو سنت نبوی ﷺ کی پیروی کی تلقین کی وہاں اپنے خلفائے راشدین کے طریقے کو بھی سنت قرار دیا۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ خلافت راشدہ ٹھیک طور پر علیٰ منہاج السنہ تھی اور اس دوران کوئی بدعت نہ پیدا ہوئی۔ خلفائے راشدین پر امت کے اعتماد کے جواز کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی ایک روایت بھی یہاں نقل کی جاتی ہے جو ترمذی شریف میں موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت پر ایک ایسا ہی زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا.... بنی اسرائیل کی قوم بہتر فرقوں میں منقسم ہو گئی تھی' میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی جن میں سے ایک فرقہ کے سوا سب دوزخ میں جائیں گے۔" لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ فرقہ کون سا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "مَا أَنا علیہ و أَصحَابِی" یعنی جو اس راہ پر چلے گا جس پر میں ہوں اور میرے اصحابؓ ہیں۔

ہدایت کی راہ اور نجات کا راستہ قرآن و سنت کے اندر منحصر ہے۔ بس انہی سے تمسک کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی صراط مستقیم ہے اور یہی اختیار کرنے کے قابل ہے۔ حضرت مالک بن انسؒ بطریق مرسل بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک تم ان کو مضبوط پکڑو گے گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ ہیں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔"

بعض لوگوں کو جب بدعت پر ٹوکا جائے تو وہ جدید ایجادات مثلاً لاؤڈ سپیکر' ہوائی جہاز وغیرہ کے استعمال کی آڑ لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ تو سراسر تجاہل عارفانہ ہے کیونکہ یہ ایجادات دینی نہیں بلکہ دنیوی ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے تکمیل دین کی خوشخبری سنائی ہے تکمیل دنیا کی نہیں۔ دنیا تو ترقی کرتی رہے گی۔ اور بلکہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ دنیوی ترقی کے مراحل طے کرنے میں کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ البتہ دین کا کوئی نقص کبھی ظاہر نہ ہو گا کہ اس کی اصلاح کے

لئے کوئی قدم اٹھانا پڑے۔

بدعت کی قباحت قرآن و حدیث میں نہایت واضح طور پر بیان کردی گئی ہے مگر بھولے بھالے مسلمان ظاہری چمک دمک اور حسن عقیدت سے متاثر ہو کر ڈگمگا جاتے ہیں۔ لیکن نتیجہ وہی کہ جس چیز کی بنیاد معصیت خدا اور رسول پر رکھی جائے وہ چیز انتہائی خلوص نیت اور طلب رضائے الٰہی کے باوجود اچھے نتائج نہیں پیدا کرسکتی۔

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے ہاں دو عیدیں ہیں جنہیں عہدِ نبوی ﷺ اور دور خلفائے راشدین میں منایا جاتا تھا۔ ان دونوں ایام کے منانے کا مکمل طریقہ اور پورے آداب رسول پاک ﷺ کے تعلیم کردہ ہیں۔ آج اگر مسلمان کسی تیسری عید کا اضافہ کرنا چاہیں تو ان کا یہ اقدام اگرچہ رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ہی ہو مگر وہ اس کا پروگرام کہاں سے لیں گے۔ ظاہر ہے کہ جب یہ تیسری عید خیر القرون اور خلافت راشدہ میں موجود نہ تھی تو اس کا پروگرام خود ہی بنانا پڑے گا۔ جب کوئی غیر نبی اس دن کے منانے کا طریقہ ایجاد کرے گا تو غلطی کا امکان موجود ہے۔ پھر اس عید کا موجد کس حیثیت میں امتِ مرحومہ کو اس کا پابند بنائے گا۔ اور دنیا کے مسلمان کس ضابطہ کے تحت رسول پاک ﷺ کی بتائی ہوئی عیدوں میں تیسری کا اضافہ قبول کریں گے۔ اور اگر تیسری عید کا اضافہ مقبول ٹھہرا تو امت کے کسی اور فرد کی طرف سے چوتھی، پانچویں اور پھر چھٹی عید کی ایجاد کو کس طرح غلط قرار دیا جاسکے گا۔ پس معلوم ہوا کہ خیر اسی میں ہے کہ اخروی نجات کے لئے کامل اور مکمل دین پر ہی انحصار کیا جائے جو بہت کافی ہے۔ جب اس دین نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کو کفایت کیا تو سب مسلمانوں کو بھی کفایت کرے گا۔

اگرچہ بدعت کی مذمت کو واضح کرنے کے لئے متذکرہ بالا احادیث بہت کافی ہیں تاہم بدعت کو رواج دینے والے شخص کے متعلق بھی آنحضور ﷺ فداہ امی وابی کا ایک فرمان سن لیجئے جسے صاحب مشکوۃ نے بیہقی کی شعب الایمان سے نقل کیا ہے:

عن ابراھیم ابن میسرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: من وَقّر صاحبَ بدعۃٍ فقد اعان علیٰ ھدمِ الاسلام

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن میسرہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی بدعتی شخص کی تعظیم کی اس نے دین اسلام کو ڈھا دینے میں مدد دی۔"

فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَار ۔ وَمَا تَوفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہِ